OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

خواتین کو نبوی ہدایات: عبادات سے متعلق احکام و فرامین کا مطالعہ
(Prophetic Instructions to Women: Studying the Directions and Advices related to Worship)

Dr. Sajjad Ahmed
Assistant Professor of Islamic Studies, MUST, Mirpur
Mati ur Rehman
Assistant Professor of Islamic Studies, Islamabad Model College for Boys G-11/1
Basharat Rafique
Visiting Lecturer in Islamic Studies, MUST, Mirpur

Abstract

Islamic rules for men include women in general, but Islam also pays a special attention to addressing women in various matters. In the Quran and Prophetic traditions and directions, we find many instructions in which special attention is paid to the education of women. This article is the study of the commands and advices of the Prophet to women regarding worship, particularly concerning the pillars of Islam. It finds that the Prophet guided women in the issues related to *Salāt, Zakā, Sawm and Ḥajj.* These teachings to women about the mentioned forms of worship are a way to dispel misconceptions and *Bid'āt* regarding *'Ibādāt.*

Key Words: Women, worship, Prophet, instructions

تمہید

اسلام کے جو احکام مردوں کے لیے ہیں وہ اپنے عموم میں عورتوں کو بھی شامل ہوتے ہیں، لیکن اسلام میں اس بات کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے کہ مختلف امور میں عورتوں کو بہ طورِ خاص مخاطب بنایا جائے۔ چنانچہ قرآن حکیم اور ارشاداتِ نبوی میں ہمیں بہت سی ہدایات ایسی ملتی ہیں، جن میں عورتوں کی تعلیم کا خصوصی اہتمام نظر آتا ہے۔ اس مضمون میں ہمارا موضوع عبادات

CC BY

کے معاملے میں حضورﷺ کی عورتوں کی دی گئی ہدایات و تعلیمات کا مطالعہ ہے۔ اس کا محرک بنیادی طور پر یہ مسئلہ ہے کہ عورتوں میں عبادات کے ضمن میں بہت سی غلط فہمیاں، توہمات اور بدعات وغیرہ دیکھنے میں آتی ہیں۔ اگر ان کے سامنے وہ احکام نکھر کر آ جائیں جو عبادات سے متعلق حضورﷺ نے دیے، یا وہ امور جن کی ممانعت کی گئی تو بہت سی غلط فہمیوں اور بدعات کا دروازہ بند ہو سکتا ہے۔ بنابریں اس مقالے میں کوشش کی گئی ہے کہ ثقہ معلومات کی روشنی میں موضوع سے متعلق نبوی ارشادات کو سامنے لا کر عورتوں کی رہنمائی کا سامان فراہم کیا جائے۔ اس ضمن میں یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ ارکانِ اسلام سے متعلق آپﷺ کی خواتین کو دی گئی ہدایات کو الگ الگ زیر بحث لایا گیا ہے، تاہم ابتدا میں عبادات میں مشقت، غلو اور بدعات سے احتراز کے بارے میں عمومی نبوی تعلیم کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے۔

عبادات میں بے جا مشقت سے متعلق عمومی تعلیم

آپﷺ نے عورتوں کو عبادات میں بے جا دقت و تکلیف اُٹھانے سے منع فرمایا: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ عِنْدِي امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «مَنْ هَذِهِ؟» فَقُلْتُ: فُلَانَةٌ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَهْ، عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ، فَوَاللَّهِ لَا يَمَلُّ اللَّهُ حَتَّى تَمَلُّوا» قَالَتْ: وَكَانَ أَحَبُّ الدِّينِ إِلَيْهِ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ۔[1] "حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ کہتی ہیں کہ نبیﷺ ایک بار ان کے پاس قبیلہ نبو اسد کی ایک عورت بیٹھی تھی کہ حضورﷺ تشریف لائے۔ آپﷺ نے پوچھا: کون ہے؟ حضرت عائشہ نے کہا: فلاں عورت ہے۔ اور اس کی نماز کی کثرت کا حال بیان کرنے لگیں۔ آپ نے فرمایا: ٹھہرو! تم اتنے اعمال کی ذمہ داری اپنے اوپر لو جن کو ہمیشہ کرنے کی تم کو طاقت رکھتی ہو، اس لیے کہ اللہ ثواب دینے سے نہیں تھکتا تاوقتیکہ تم عبادت کرنے سے تھک جاؤ۔ اور اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ترین دینی کام وہ ہے، جس کو کرنے والا ہمیشہ کر سکے۔" مذکورہ روایت امت پر آپﷺ کے شفقت و مہربانی کا بین ثبوت ہے۔[2] رات بھر نماز میں مشغول رہنا عمدہ فعل اور تقرب الی اللہ کا باعث ہے، لیکن اس میں جسمانی مشقت و تکلف عدم مداومت کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اس لیے آپﷺ نے تنبیہ فرمائی اور ایسے عمل کی جانب توجہ مبذول کرائی، جو کم ہو مگر ہمیشہ ہو۔ آپﷺ نے عورتوں کو اعمال میں تسلسل کا درس دینے کے علاوہ عبادات کے بجالانے میں جدت اور نئے طریقے اختیار کرنے کی بھی ممانعت فرمائی۔ عبادات کو اسی نہج پر ادا کرنے کا حکم فرمایا، جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپﷺ کے ذریعے امت کو تعلیم دی۔ حیض و نفاس کی نمازوں کی قضا معاف اور روزں کی قضا لازم قرار دی گئی۔ اب کوئی عورت ان ایام کے بعد ان قضا نمازوں کو ادا کرنے لگے تو یہ شریعت مطہرہ کے خلاف ورزی ہے۔ احادیث میں مروی ہے: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَتَقْضِي إِحْدَانَا صَلَاةَ أَيَّامِ حَيْضِهَا؟ فَقَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ قَدْ «كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ۔"[3] ایک خاتون حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی حیض کے دوارن میری جو نمازیں قضا ہو گئی تھیں،

[1] ابو بکر محمد بن إسحاق ابن خزیمۃ، صحیح ابن خزیمۃ (بیروت: المکتب الاسلامی، ب ت)، 2:264، رقم الحدیث: 1282۔

[2] عمر بن علی ابن الملقن، التوضیح لشرح الجامع الصحیح (دمشق: دار النوادر، 1429ھ/2008م)، 3: 119۔

[3] عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی، سنن الدارمی (المملکۃ العربیۃ السعودیۃ: دار المغنی للنشر والتوزیع، 1412ھ)، 1:675، رقم الحدیث: 1020۔

پاک ہو جانے کے بعد میں ان کی قضا ادا کروں گی؟ انھوں نے فرمایا: کیا تم "حروریہ" ہو؟ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہے ہیں، ہم میں سے کسی ایک کو حیض آجاتا تھا اور جب وہ پاک ہو جاتی تھی تو نبی اکرم ﷺ ہمیں قضا نماز ادا کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے۔"

عورتوں کو نماز وروزہ کی ادائیگی کا جو طریقہ بتلایا اور سیکھایا گیا، تاقیامت اُنھی احکام پر عمل کرنا ہر ایک پر واجب ہے، اور نئی اختراع و جدید انداز اپنانے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ اسی طرح جملہ عبادات کے تمام امور واجزاء کو بجالانے میں عورتوں پر لازم ہے کہ شریعت اسلامیہ کی اتباع واطاعت کریں، عبادات سے کنارہ کشتی یا عبادت کی حرص کی وجہ سے دین اسلام میں نئے چیز جاری کرنا حرام ہے۔ لہٰذا جس عمل میں شرک کا اندیشہ ہو اور سنت نبوی سے ہٹ کر ہو تو وہ مردود ہے اور مواخذہ کا باعث بنے گا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: مَنْ عَمِلَ مَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ مَرْدُودٌ۔ "جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ نامقبول ہے۔"

نماز سے متعلق ہدایات واحکام

ارکان اسلام میں نماز اہم ترین رکن ہے۔ نماز سے متعلق مختلف امور میں متعدد ہدایات دی گئی ہیں، جن کا مقصود عورتوں کو نماز کے معاملے میں صحیح دینی تعلیمات سے آگاہ کرنا ہے۔ ذیل میں ہم نماز سے متعلق مختلف امور پر عورتوں کو دی گئی نبوی ہدایات و فرامین مختلف نکات کے تحت سامنے لائیں گے۔

طہارت

نماز کے لیے پاک ہونا لازم ہے۔ عورتوں پر ناپاکی (حیض وغیرہ) کی حالت میں عبادات کو ساقط کرنے اور اُن سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: «لَا، إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ، وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ، فَاغْسِلِي الدَّمَ، وَصَلِّي۔[4] "حضرت عائشہ نے فرمایا کہ فاطمہ بنت حبیش نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہا، یارسول اللہ ﷺ میں ایک ایسی عورت ہوں کہ اکثر مستحاضہ رہتی ہوں اور ایک عرصے تک پاک نہیں ہوتی، کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں، یہ تو ایک رگ کا خون ہے اور حیض نہیں ہے، جب تمھارے حیض کا زمانہ آجائے، تو نماز چھوڑ دو اور جب گذر جائے تو خون اپنے جسم سے دھو ڈالو، اس کے بعد نماز پڑھو۔" یعنی نماز کے لیے پاکی کا ہونا شرط ہے، اس لیے آپ ﷺ نے حالت حیض میں نماز اور روزہ کو ترک کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ جب عورت پاک ہو جائے تو آپ ﷺ کے فرمان کی روشنی میں امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز کی قضا واجب نہیں، جب کہ روزوں کی قضا لازم ہے۔ ابن المنذر لکھتے ہیں: وليس عَلَى الحائض قضاء الصلاة، وتقضي الصوم لا اختلاف فِيهِ۔ [5] "حائضہ پر نماز کی قضا نہیں ہے اور اس پر روزوں کی قضا ضروری ہے۔ اس موقف میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں۔" ابن ہبیرۃ رقم طراز ہیں: وأَجْمعُوا على أَن فرض الصَّلَاة سَاقِط عَن الْحَائِض مُدَّة حَيْضهَا وَأَنه لَا يجب عَلَيْهَا قَضَاؤُهُ.وَأَجْمعُوا على أَن فرض الصَّوْم عَلَيْهَا حَال الْحيض

---

[4] محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري، صحيح البخاري (الرياض: دار طوق النجاة، ب ت)، رقم الحديث: 228۔

[5] ابو بکر محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري، الاقناع لابن المنذر (الطبعة الاولى، 1408ھ)، 1:74۔

غير سَاقِط عَنْهَا مُدَّة حَيْضهَا إِلَّا أَنَّهَا يحرم الصَّوْم عَلَيْهَا فِي حَال حَيْضهَا وَيجب عَلَيْهَا قَضَاؤُهُ۔[6] "اس بات پر اتفاق ہے کہ حائضہ کو مخصوص ایام میں نماز کی بجا آوری سے روک دیا گیا ہے اور اُس پاک ہونے کے بعد رہ جانے والی نمازوں کی ادائیگی اُس پر واجب نہیں۔ اس بات پر اتفاق ہے کہ ان مخصوص ایام کی وجہ سے انھی دنوں میں روزہ کی فرضیت ساقط نہ ہونے کے باوجود ناپاکی کی وجہ سے روزہ رکھنے سے روکا گیا اور پاک ہونے کے بعد اُن دنوں کے روزوں کی قضا واجب ہے۔"

ناپاکی کی حالت میں مقدس مقامات پر یا مساجد میں جانا

عورتوں کو متوجہ کیا گیا کہ ان کا ناپاکی کی حالت میں مساجد یا مقدس مقامات میں جانا، قیام کرنا اور بیت اللہ کا طواف کرنا ممنوع اور ناجائز ہے۔ لہٰذا پاک ہونے کے بعد وہ یہ امور انجام دے سکتی ہیں۔ حفصہ بنت سیرین فرماتی ہیں کہ ام عطیہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتیں تو کہتی میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان۔ میں نے کہا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے؟ کہنے لگیں ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا جوان باپردہ اور حائضہ خواتین نماز عید کے لیے جائیں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ لیکن جن خواتین کو حیض ہو وہ نماز کی جگہ سے فاصلے پر رہیں۔[7] یعنی ان مخصوص ایام میں عورتیں کو اُن امور سے منع کیا گیا، جن کے لیے پاکی شرط ہے، یا اُن کی بجا آوری پاک و مقدس مقام پر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ گھریلوں ذمہ داریوں، لوگوں سے ملنے اور دیگر نیک کاموں صدقہ، زکوۃ، کسی کی خدمت کرنے وغیرہ، کی اجازت دی گئی۔

اچھے طریقے سے جسم کی صفائی

مخصوص ایام کے بعد نظافت کے لیے غسل عورتوں پر فرض کیا گیا ہے، چنانچہ اس کے بغیر وہ تمام ارکان ادا نہیں ہوگے، جن کے لیے طہارت جزو لازم ہے۔ رحمت اللعالمین ﷺ نے دیگر امور میں رہنمائی کے ساتھ اس اہم فعل کی جانب بھی رہنمائی فرمائی اور غسل میں پانی کے اسراف سے بچتے ہوئے خوب اور اچھے طریقے سے جسم کے صاف کرنے کا حکم دیا:عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْمَحِيضِ، فَقَالَ: «خُذِي فُرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرِي بِهَا» .فَقَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قَالَ: «تَطَهَّرِي بِهَا» .قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ، وَاسْتَتَرَ بِثَوْبِهِ، تَطَهَّرِي بِهَا» ، فَاجْتَذَبْتُهَا وَعَرَفْتُ الَّذِي أَرَادَ.فَقُلْتُ لَهَا: تَتَبَّعِي بِهَا آثَارَ الدَّمِ۔[8] "ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک عورت حاضر ہوئی، جس نے غسل حیض کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا: تم مناسب مقدار میں پانی خوشبو کے ٹکڑے کے ساتھ لو اور اس سے پاکی حاصل کرو۔ اُس عورت نے کہا اس سے کیسے پاکی حاصل کرے؟ فرمایا: اس سے پاکی حاصل کرو۔ اُس عورت نے پھر کہا: اس سے کیسے پاکی حاصل کرے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ! کپڑے کے ذریعے پردہ کر کے اس سے پاکی حاصل کرلے۔ حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کی فرمان کا مفہوم جاننے کے بعد اُسے الگ لے گئیں اُس سے کہا کہ ایسے نظافت حاصل کرو کہ گندگی کا نشان تک نہ رہے۔" یہ عورت انصاریہ تھی

[6] یحیی بن (هُبَيْرَة بن) محمد بن هبيرة الذهلي الشيباني، اختلاف الأئمة العلماء (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1423ھ) 1:71۔

[7] البخاري، صحیح بخاری، 2:22، رقم الحدیث: 981۔

[8] محمد بن ادریس الشافعي، مسند الامام الشافعي (الکویت: شرکۃ غراس للنشر والتوزیع، 1425ھ/2004م) 1:203، رقم الحدیث: 107۔

دوسری روایت میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے انصار کی عورتوں کی توصیف بیان کی۔ فرماتی ہیں کہ انصاری کی عورتیں کیا خوب عورتیں ہیں، انھیں طبعی حیا دین کی سمجھ اور فقہ حاصل کرنے میں مانع نہ ہوئی۔[9]

دورانِ نماز بے پردگی

آپ ﷺ نے جسم کے قابل پوشیدہ اعضا کے اظہار سے منع فرمایا۔ ستر کے اہتمام کو خصوصی حکم دیا۔ ستر عورۃ کے بغیر عنداللہ نماز قابل قبول نہیں: عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ"۔ [10]"حضرت عائشہ نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بالغ عورت کی نماز دوپٹہ کے بغیر قبول نہیں فرماتا۔" یعنی عورتوں پر نماز کو ادا کرتے وقت جسم کا چھپانا لازم ہے۔ اس کے بغیر نماز ادا نہیں ہو گی، نیز کشف العورۃ فساد کا باعث ہے۔ جسم کے پوشیدہ حصوں کا ڈھکا ہوا ہونا نماز کی علاوہ دیگر عبادات کے لیے بھی شرط ہے۔ حافظ عراقی اس مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ نماز کے لیے ستر عورۃ ثابت ہونے کے بعد نماز کے لیے ستر عورۃ کے اظہار سے روکا گیا ہے، جس چیز سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کسی معاملہ پر حکم اُس کی ضد سے انکار کرنے والا ہے۔ یہ نہی مطلقا ہر معاملے اور خصوصا عبادات میں فساد پر دلالت کرتی ہے، جیسے اصول میں یہ بات ثابت ہے۔ نماز کی حالت میں ستر عورت کی اہمیت اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نماز کی درستی کے لیے ستر عورت شرط ہے۔ دلائل کی روشنی میں یہی بات ثابت ہوتی ہے اور یہی مقصود ہے۔[11]

گھر میں تصاویر اور نماز

وہ امور جو نماز کی ادائیگی میں رکاوٹ بنیں یا خشوع و خضوع کے خاتمے کا موجب ہو، اُن سے دور رہنے اور بچنے کا حکم دیا۔ انھی امور میں ایک تصویر ہے۔ گھروں میں تصاویر کا ہونا، کپڑے پر یا جائے نماز پر تصویر کا بنا ہونا اطمینان صلاۃ کے منافی ہے، لہذا آپ ﷺ نے خواتین کو طمانیت قلب اور توجہ الی اللہ کے حصول کے لیے ان امور سے منع فرمایا: قَالَ: كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ قَدْ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمِيطِي قِرَامَكِ هَذَا عَنِّي، فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ لِي فِي صَلَاتِي۔ [12]"حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ کے پاس ایک پردہ تھا، اسے انھوں نے اپنے گھر کے ایک گوشے میں ڈال لیا تھا، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے سامنے سے اپنا یہ پردہ ہٹا دو اس لیے کہ اس کی تصویریں مسلسل میرے سامنے آتی رہتی ہیں۔" اس روایت کی تشریح میں علامہ خطابی لکھتے ہیں: یہ ہر طرح کی تصویر کی نفی اور نہی پر دلالت کرتی ہے، چاہے وہ کسی شخص کی ہو یا اُس ے علاوہ کسی اور کے مثل، چاہے وہ پردہ کرنے والے کپڑے میں یا بچھائی ہوئی چادر یا دری میں یا دیوار پر لگی ہوئی یا اس کے علاوہ کسی بھی صورت میں موجود ہو اور زیادہ قریب بات یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے گھر کی بے پردگی ہونے والی جگہ پر تصویر والے کپڑے سے پردہ کیا، آپ ﷺ نے تصویر والے کپڑے کے

---

[9] القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، 1:261۔

[10] ابن ماجة أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ (دار إحیاء الکتب العربیة، ب ت)، 1:215، رقم الحدیث: 655۔

[11] عبد الرحیم بن الحسین العراقی، طرح التثریب فی شرح التقریب (بیروت: دار الفکر العربی، ب ت)، 2:226۔

[12] البخاري، صحیح البخاری، 7:168، رقم الحدیث: 5959۔

ذریعے دیوار کو ڈھانپنے سے منع فرمایا، اسی طرح تصویر والے کپڑے کو پردہ میں استعمال کرنادرست نہیں۔[13] یعنی نماز کے خشوع وخضوع اور یکسوئی میں غلل کا باعث ہونے کی وجہ سے کپڑے کو ہٹانے کا حکم فرمایا۔ اس کے علاوہ مذکورہ فعل کی صورت میں بتوں کی عبادت اور کفار کی طرح مخلوقات کو سجدہ کرنے سے مشابہت کا خدشہ تھا، اس لیے سامنے، دائیں اور بائیں تصاویر لگی ہونے کی صورت میں نماز کراہت سے خالی نہیں ہو گی۔[14]

نماز میں عجلت سے متعلق تعلیم

نماز میں ظاہری اطمینان اور یکسوئی کے ساتھ نماز کے ارکان (قیام، رکوع، قعدۃ، سجدہ وغیرہ) کو نہایت سکون وآرام سے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جلدی جلدی نماز پڑھنا آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا۔ حضرت ابو ھریرۃؓ نے ایک عورت کو سرعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کر فرمایا کہ یہ طریقہ درست نہیں۔[15] اس لیے آپ ﷺ نے نماز کو ہلکا کرکے، جلدی جلدی اور بے توجہی وبے التفاتی سے پڑھنے منع فرمایا:عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ، وَنَهَانِي عَنْ ثَلَاثٍ۔۔۔وَنَهَانِي عَنْ نَقْرَةٍ كَنَقْرَةِ الدِّيكِ۔[16] "حضرت ابو ھریرۃ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین کام کرنے کا حکم فرمایا اور اتنے کی امور سے روکا۔ جن کاموں سے منع فرمایا اُن میں سے ایک نماز میں مرغ کی طرح ٹھونگ مارنے سے۔" بعض روایات میں مرغ کی جگہ کوے کے الفاظ مذکور ہیں۔ البتہ مفہوم یہ ہے کہ سرعت کے ساتھ رکوع وسجدہ کرنااور بقیہ ارکان اسلام کی مکمل رعایت نہ رکھنے سے نماز نہیں ہوتی، لہذا آپ ﷺ نے عورتوں کو نماز پڑھتے ہوئے سکون کے ساتھ نہایت عمدہ طریقے سے رکوع وسجود اور قومہ وجلسہ کو ادا کرنے کا حکم فرمایا۔

مسجد میں نماز پڑھنے سے متعلق تعلیم

عورتوں کے لیے عمدہ، احسن اور افضل طریقہ یہ ہے کہ وہ نماز گھروں میں ادا کریں۔ البتہ مساجد میں عورتوں کے لیے الگ مخصوص مقام، فتنے کا خوف نہ ہونے، شرعی پردے کے اہتمام، مساجد میں دخول کے لیے الگ راستے ہونے اور خاوند کی اجازت کے ساتھ مساجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ حضرت ام حمید جو کہ ابو حمید الساعدی کی اہلیہ ہیں، سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں یہ پسند کرتی ہوں کہ آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں جانتا ہو تو میری اقتدا میں نماز پڑھنا پسند کرتی ہے، جب کہ تیرا اپنے کمرے میں نماز پڑھنا اپنے حجرے میں نماز پڑھنے سے، حجرے میں نماز پڑھنا گھر میں نماز پڑھنے سے، گھر میں نماز پڑھنا اپنے قبیلے کی مسجد سے اور اپنے قبیلے کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔[17] مساجد میں عورتوں کو نماز پڑھنے کی آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی، لیکن متعدد روایات کی روشنی میں اَس امر کے مختلف شرائط اور قواعد وضوابط کی پاس

---

[13] حمد بن محمد الخطابی، اعلام الحدیث شرح صحیح البخاری (المکۃ المکرمۃ: احیاء التراث الاسلامی، 1409ھ/1988م)، 1:358۔

[14] وھبۃ بن مصطفی الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، (دمشق، دار الفکر، ب ت)، 2:973۔

[15] ابن ابی شیبۃ، المصنف، 1:258، رقم الحدیث: 2970۔

[16] احمد بن محمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1421ھ / 2001م)، 13:468، رقم الحدیث: رقم 8106۔

[17] محمد بن حبان بن أحمد بن حبان، صحیح ابن حبان (بیروت: الطبعۃ: الأولی، 1408ھ / 1988م) 596:5، رقم الحدیث: 2217۔

داری لازم قرار دی، یعنی شوہر سے اجازت کے بعد مسجد میں نماز پڑھ سکتی ہے، مسجد میں جاتے وقت خوشبو اور ایسی کوئی شے جو لوگوں کی توجہ کا باعث بنے، اس کے استعمال سے منع کیا گیا ہے: عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا خَرَجَتْ إِحْدَاكُنَّ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا».[18] "زینب، حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت زینب زوجہ عبد اللہ نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب تم میں سے کوئی عورت مسجد جائے تو خوشبو نہ لگائے۔" اگر عورت مسجد میں جاتے ہوئے خوشبو لگائے اور خوب سج وسنور کر جائے تو مرد اُس کو اجازت نہ دے۔ اس کے باوجود اگر عورت گھر سے نکل آئے تو آپ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی، غلط روش کے چلنے اور فتنے کے تدارک کے لیے خلافت راشدہ میں نہایت سختی سے اس کا محاسبہ کیا جاتا، اور اُن کو مساجد میں نماز پڑھنے کی بجائے فوراً گھروں کی طرف لوٹا دیا جاتا تھا: عَنْ لَيْثٍ، أَنَّ امْرَأَةً خَرَجَتْ مُتَزَيِّنَةً أَذِنَ لَهَا زَوْجُهَا، فَأُخْبِرَ بِهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَطَلَبَهَا فَلَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهَا فَقَامَ خَطِيبًا، فَقَالَ: هَذِهِ الْخَارِجَةُ، وَهَذَا لَمُرْسِلُهَا لَوْ قَدَرْتُ عَلَيْهِمَا لَشَتَّرْتُ بِهِمَا۔۔۔ فَإِذَا رَجَعَتْ فَلْتَأْخُذْ زِينَتَهَا فِي بَيْتِهَا، وَلْتَتَزَيَّنْ لِزَوْجِهَا۔[19] "حضرت لیث سے مروی ہے کہ ایک عورت گھر سے زیب وزینت کر کے نکلی اُس کے خاوند نے اسے اجازت دے دی تھی۔ حضرت عمرؓ کو اس بابت بتایا گیا۔ حضرت عمرؓ نے اُسے بلوایا تو وہ عورت نہیں ملی۔ پھر حضرت عمرؓ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے، ارشاد فرمایا: یہ عورت جو گھر سے نکلنے والی ہے اور جو اُسے گھر سے نکالنے والا ہے اگر میرے ہاتھ آجائیں تو میں اُنہیں زخمی کر دوں۔ پس جب یہ گھر لوٹ کر جائے تو اپنی زیب وزینت کو گھر چھوڑ کر آئے اور اپنے خاوند کے سامنے زینت اختیار کرے۔

مسجد جاتے وقت اور ایسی مقام جہاں مرد زیادہ ہو وہاں سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیے اور رستوں میں مرد وعورت کے اختلاط پر محاسبہ فرمایا کہ عورتوں رستوں کے درمیان میں چلنے کی بجائے ایک طرف یا کنارہ پر چلیں۔[20] شہاب الدین الرملی وجہ علت کے بیان میں لکھتے ہیں کہ راستے کے درمیان میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ چلنے سے منع کیا گیا ہے، ان کو چاہیے کہ الگ ہو کر کنارے پر چلیں۔ عورتوں کے اعتبار سے یہ بات زیادہ عمدہ ہے۔ کیوں کہ مردوں کے ساتھ مل کر چلنا فساد اور عادت کے خرابی کا گمان پیدا کرتا ہے۔ اس لیے اس فعل کا انکار کیا گیا ہے۔[21]

مساجد میں نماز کی ادائیگی کے وقت عورتوں کو آخری صفوں میں کھڑے ہونے کا حکم فرمایا: عن أبي حازم؛ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم [قال] :((خير صفوف الرجال أولها، وشرها آخرها، وخير صفوف النساءآخرها، وشرها أولها۔[22] "ابو حازم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں کی بہترین صف پہلی اور سب سے بری آخری ہے اور عورتوں کی سب سے افضل صف آخری ہے اور سب سے بری پہلی ہے۔" تعامل امت بھی یہی ہے، چنانچہ مردوں کی

---

[18] القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، رقم الحدیث: 1:261، 443۔

[19] عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی، المصنف (الھند: المجلس العلمی، 1403)، 4:371، رقم الحدیث: 8111۔

[20] الھیثم بن کلیب الشاشی، المسند للشاشی (المدینۃ المنورۃ: مکتبۃ العلوم والحکم، 1410ھ)، 3:393، رقم الحدیث: 1515۔

[21] احمد بن حسین الرملی، شرح سنن ابی داوٗد (مصر: دار الفلاح للبحث العلمی، 1437ھ / 2016م)، 19:674۔

[22] عبد اللہ بن وھب القرشی، الجامع لابن وھب (القاھرۃ: دار الوفاء، 1425ھ / 2005م)، 242، رقم الحدیث: 406۔

عورتوں سے اور عورتوں کی مردوں سے دوری فتنہ یا فساد پھیلنے کے خدشہ کو ختم کرنے کا ذریعہ ہے، اور مردوں کی فضیلت اور خیر و بھلائی کو ظاہر کرتا ہے۔[23] اس کے علاوہ عورتوں کے اخلاق کی حفاظت، مردوں کی طرف توجہ نہ ہوسکنے اور قلبی میلان سے بچاؤ کی خاطر رکوع و سجود میں مردوں سے قبل سر اُٹھانے سے منع فرمایا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے مروی ہے: عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ كَانَ مِنْكُنَّ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا تَرْفَعْ رَأْسَهَا حَتَّى يَرْفَعَ الرِّجَالُ رُءُوسَهُمْ، كَرَاهَةَ أَنْ يَرَيْنَ مِنْ عَوْرَاتِ الرِّجَالِ۔[24]" حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں سے جو عورت اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہے وہ سجدہ سے اپنا سر نہ اٹھائے جب تک کہ مرد اپنا سر نہ اٹھالیں تاکہ مردوں کے ستر پر نگاہ نہ پڑے۔" قاضی عیاض اس حکم کی علت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں: لئلا يكون عند حركة الرجل انفلات من ثوبه أو انكشاف من بعضه عنه لضيقه فيطلع النساء على عورته من ورائه۔[25]" تاکہ لباس کی تنگی کے باعث آدمی کی حرکت سے اُس کا کپڑا نہ اُتر جائے یا جسم کا کوئی حصہ منکشف نہ ہو جائے۔ صفوں کے آخر میں ہونے کی وجہ سے مردوں کے منکشف حصوں پر عورتوں کی نظر نہ پڑ جائے۔" لباس کم ہونے یا تنگ ہونے کی وجہ مردوں کے منکشف حصوں پر نظر پڑنے کا خطرہ تھا، جو کہ فتنہ کا باعث بن سکتا تھا۔ لہذا آپ ﷺ نے عورتوں کو رکوع و سجدہ میں مردوں سے قبل سر اُٹھانے سے منع فرمایا۔

نماز جنازہ میں شرکت اور قبرستان جانے سے متعلق ہدایات

نماز میں خاوند کی اجازت اور دیگر شرائط کی پابندی کے بعد عورتوں کے لیے مسجد جانے کی اجازت ہے، البتہ صلاۃ جنازہ اور قبروں کی زیارت کے لیے قبرستان جانے سے منع فرمایا: عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ، جَمَعَ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فِي بَيْتٍ، فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ۔۔۔وَأَمَرَنَا بِالْعِيدَيْنِ أَنْ نُخْرِجَ فِيهِمَا الْحُيَّضَ، وَالْعُتَّقَ، وَلَا جُمُعَةَ عَلَيْنَا وَنَهَانَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ۔[26]" ام عطیہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے انصار کی عورتوں کو ایک گھر میں جمع کیا اور حضرت عمر کو ان کے پاس بھیجا انھوں نے دروازے پر کھڑے ہو کر عورتوں کو سلام کیا، عورتوں نے سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد حضرت عمر نے کہا کہ میں رسول ﷺ کا قاصد بن کر تمھارے پاس آیا ہوں۔ ام عطیہ کہتی ہیں کہ رسول ﷺ نے بواسطہ عمر ہمیں حکم فرمایا کہ ہم عیدین میں حائضہ عورتوں اور کنواری لڑکیوں کو لے جائیں، مگر ہم پر جمعہ میں شرکت ضروری نہیں ہے اور ہم کو جنازوں کے ساتھ جانے کی بھی ممانعت فرمادی۔" اس کی وجہ یہ ہے کہ جنازہ اور قبرستان میں جانے کی صورت میں مرد وزن کا اختلاط ہو گا، جو کہ معاشرتی خرابی، آرائش وزیبائش، فتنہ اور بے پردگی کا باعث بنے گا۔ جنازہ پر عورتوں کی حد سے زیادہ چیخ و پکار، گریہ زاری اور سینہ کوبی کرنا بہت سے مفسدات کا پیش خیمہ ہے، چنانچہ جنازے کے ساتھ چلنے اور عورتوں کے قبرستان جانے پر وعید فرمائی ہے۔ ایسی

[23] یحیی بن هُبَیرَة بن محمد بن هبیرة الذهلي الشيبانيّ، الافصاح عن معاني الصحاح (مصر: دارالوطن، 1417ھ)، 6: 415۔

[24] أبو داود سليمان بن الأشعث، سنن ابی داوٗد (بیروت: المكتبة العصرية ب ت)، 1:225، رقم الحدیث: 851۔

[25] عیاض بن موسی القاضی عیاض، اکمال المعلم بفوائد مسلم (مصر: دارالوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، ،1419ھ /1998م)، 2:352۔

[26] ابو داوٗد، سنن ابی داوٗد، 1: 296، رقم الحدیث: 1139۔

عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔[27]

زکوۃ سے متعلق ہدایات واحکام

اسلامی احکام کا مقصد اصلی اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرنا اور اُس کے بندوں کی مدد و خیال رکھنا ہے۔ بندگان باری تعالیٰ کی اعانت کے لیے زکوۃ وصدقات کی اعلیٰ وارفع عبادت سے متعارف کروایا گیا۔ نماز کے بعد سب سے اہم رکن زکوۃ ہے، قرآن مجید میں متعدد مقامات پر نماز کے قیام کے ساتھ زکوۃ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا۔ صاحب ثروت حضرات حکم خداوندی کے مطابق زکوۃ، صدقات، صدقہ الفطر وغیرہ کے ذریعے فقراو مساکین کی حاجت کے سدباب کرتے ہیں۔ یہ عبادت مال کی محبت سے بچاتی ہے۔ مال کی پاکی، گناہوں سے خلاصی اور عند اللہ درجات کی بلندی کا باعث بنتی ہے۔ زکوۃ وصدقات کے حکم میں ہر مسلمان مرد وعورت شامل ہے، جس کے پاس شریعت کے مقرر کردہ نصاب کے مطابق مال ہو گا، اُس پر زکوۃ فرض ہے۔ صدقہ فطر مردوں کے ساتھ عورتوں پر بھی فرض ہے:عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَتْ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَثَّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ، فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ، فَإِنَّكُنَّ مِنْ أَكْثَرِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔[28]"زینب عبداللہ بن مسعود کی بیوی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا اے عورتو! صدقہ کرو اگرچہ اپنے زیورات ہی سے دو، اس لیے کہ قیامت کے دن تم میں سے اکثر جہنم میں جائیں گی۔" یعنی زکوۃ فرض ہونے کی صورت میں زکوۃ ادا کرو، اگر زکوۃ فرض نہیں تو اپنی بھلائی اور روز قیامت میں کام آنے کے لیے انفاق فی سبیل اللہ پر عمل کرو۔ زکوۃ فرض ہونے کے باوجود ادا نہ کی تو تمھارا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔ یہ ارشاد تمام عالمی عورتوں کو ہے کہ وہ خود کو آگ سے بچا لیں، لفظ صدقہ مطلق ہونے کی وجہ سے فرضی زکوۃ اور نفلی صدقات دونوں کو شامل ہے۔

رشتے داروں پر خرچ کرنے کا حکم

اللہ کے راہ میں صرف غیروں پر خرچ نہیں کرنا، بلکہ اپنے ضرورت مند عزیز واقارب کا خیال رکھنا اور اُن کی خبر گیری کرنا زیادہ افضل ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے عورتوں کو حکم دیا کہ زکوۃ وصدقات میں اپنے رشتہ داروں کا خاص خیال رکھو:عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: أَعْتَقْتُ جَارِيَةً لِي فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِعِتْقِهَا، فَقَالَ: «آجَرَكِ اللَّهُ أَمَا إِنَّكِ لَوْ كُنْتِ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ۔[29]"حضرت میمونہ سے روایت ہے کہ میری ایک باندی تھی، میں نے اس کو آزاد کر دیا۔ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دی آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ کو اس کا اجر عطا فرمائے، لیکن اگر اس باندی کو تو اپنے ننھیال کے لوگوں کو دیدیتی تو اس کا ثواب زیادہ ہوتا (یعنی اس میں صلہ رحمی مزید ہوتی۔"

قریبی ہمسایوں کا خیال رکھنا

رشتہ داروں کے علاوہ اپنے قریبی ہمسایوں کا خیال رکھنا اور کھانے پینے کی اشیا اور اُن کی ضروریات کو خاطر میں لاتے

---

[27] سلیمان بن داوٗد الطیالسی، مسند ابی داوٗد الطیالسی (مصر: دار ھجر، 1419ھ-1999م)، 4:113، رقم الحدیث: 2748۔

[28] ابن حبان، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: 4248۔

[29] البخاري، صحیح البخاری، رقم الحدیث: 2592۔

ہوئے مختلف اوقات میں اُن کی مالی معاونت کرنا، نیز پڑوسیوں کے احوال پر مطلع ہو کر حسد یا حقارت پیدا ہونے کا ے خطرہ کے تدارک کے لیے تحفے وتحائف کے ذریعے آپسی تعلقات کو خوش گوار بنانے کا حکم فرمایا:عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ - ثَلَاثًا - لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا شَيْئًا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ۔[30]" حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان عورتو!(یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا) تم میں کوئی اپنی ہمسائی کے گھر بکری کے پائے کا ایک کھر بھیجنے کو بھی حقیر نہ سمجھے۔"یعنی کچھ نہ کچھ ہدیہ بھیجتی رہے۔ آپسی تعلقات کو مضبوط کرنے کے لیے شے کی قیمت کی بجائے خلوص اور محبت اہم ہے۔مال کی صورت میں بخل اور اسراف کے وبال کا سامنا ہوتا ہے۔انسان جائز ضرورت کے وقت بھی مال ہونے کے باوجود اسے مصرف میں لاتا یا بے مصرف موقع پر مال کو بے دردی سے لٹاتا ہے۔ایسی تمام صورتوں پر آپ ﷺ نے عورتوں کو متنبہ فرمایا اور ایسے طریقوں پر ناراضی کا اظہار فرمایا۔

روزے سے متعلق ہدایات واحکام

ارکان اسلام میں چوتھا رکن روزہ ہے۔یہ تقرب الی اللہ، تقوے کے حصول، تزکیہ نفس اور نفسانی خواہشات کے خاتمے کا ذریعہ ہے۔ سابقہ امتوں کی طرح امت محمدیہ پر بھی سال میں ایک ماہ روزے رکھنے کا حکم دیا گیا۔ حضور ﷺ کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس ضمن میں بھی عورتوں کو خصوصی ہدایات دیں:

عذر شرعی کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت

آپ ﷺ نے عورتوں کے احوال کو ملحوظ رکھتے ہوئے بعض مواقع پر رخصت دی اور بعد میں روزہ کی قضا کرنے کا حکم دیا:أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَطْعَمُ فَقَالَ: «هَلُمَّ فَكُلْ» فَقَالَ: إِنِّي صَائِمٌ. فَقَالَ: «ادْنُ حَتَّى أُخْبِرَكَ عَنِ الصَّوْمِ , إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ شَطْرَ الصَّلَاةِ عَنِ الْمُسَافِرِ , وَالصَّوْمَ عَنِ الْحُبْلَى وَالْمُرْضِعِ۔[31]"قبیلہ بنو عامر کا ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اس وقت دن کا کھانا تناول فرمارہے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا آجاؤ کھانا کھالو۔ اُس نے کہا میں روزہ دار ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ معاف فرما دیا ہے اور آدھی نماز بھی معاف فرمادی ہے۔ اسی طریقہ سے حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو روزہ معاف کر دیا ہے۔"روزہ رکھنے کی وجہ سے حاملہ کو بچے کی جان یا اپنی جان کا اور بچے کو دودھ پلانے کی صورت میں کسی قسم کا خوف لاحق ہو تو شریعت اسلامیہ نے حاملہ اور مرضعہ کو روزہ چھوڑنے کی اجازت دی، جب یہ خوف ختم ہو جائے تو اُس وقت روزہ کی قضا کرلے:۔حضرت عائشہ سے مروی ہے:عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَحِيضُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصِّيَامِ وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ۔[32]"حضرت عائشہؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم میں کسی کو حیض آتا تو ہمیں روزہ کی قضا کا حکم دیا گیا نہ کہ نماز کی قضا کا۔"

---

[30] البخاري، صحیح البخاری،3:315،رقم الحدیث:6017۔

[31] احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی، شرح مشکل الآثار،(بیروت:مؤسسۃ الرسالۃ،1415ھ/1994م)، 11: 33۔-

[32] الحسن بن علی الطوسی، مختصر الاحکام مستخرج الطوسی علی جامع الترمذی(المدینۃ المنورۃ: مکتبۃ الغرباء الاثریۃ، الطبعۃ الاولی1415ھ)،3: 457۔

نفلی روزے

آپ ﷺ نے عورت کو خاوند کی موجودگی میں اُس کی اجازت کے ساتھ نفلی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ حضرت ابو ھریرۃ سے مروی ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لاَ تَصُومُ المَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ۔"[33] حضرت ابوھریرۃؓ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورت اپنے خاوند کی موجودگی میں اُس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔"اس لیے کہ نفلی روزے کی وجہ سے روزے کے جملہ احکام پر عمل میاں بیوی پر فرض ہے، جو کہ دونوں کے لیے آپس کے تعلق کو حرام کر دیتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرض روزوں کے علاوہ عورت پر لازم قرار دیا کہ اپنے خاوند کے اجازت سے نفلی روزے رکھ سکتی ہے۔ علامہ نوویؒ اس حکم کی بابت لکھتے ہیں:" یہ نفلی روزوں پر محمول ہے اور کسی مخصوص زمانہ کے ساتھ نہیں اور یہ نہی تحریم پر محمول ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ مرد پر ہر روز عورت سے فائدہ اُٹھانے کی اجازت ہے، جو کہ نفلی روزوں کے ذریعے فوت نہیں ہوتی۔"[34]

جمعے کا روزہ

جمعے کے دن کو نفلی روزے کے لیے مخصوص کرنے کی بھی ممانعت فرمائی۔ حضرت جویریۃ بنت الحارث سے مروی ہے"عَنْ جُوَيْرِيَةَ قَالَتْ:" دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَأَنَا صَائِمَةٌ، فَقَالَ: أَصُمْتِ أَمْسِ؟ فَقُلْتُ: لَا، فَقَالَ: أَتَصُومِينَ غَدًا؟ فَقُلْتُ: لَا، فَقَالَ: أَفْطِرِي'۔ [35]"حضرت جویریہ بنت حارث سے روایت ہے۔ کہا ایک مرتبہ رسول اللہ جمعے کے دن ان کے پاس تشریف لائے، اس دن ان کا روزہ تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم نے کل بھی روزہ رکھا تھا، انھوں نے کہا نہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا کل کو بھی روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟ انھوں نے کہا نہیں تب آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر روزہ افطار کر ڈالو۔ یعنی بقیہ دونوں کی بجائے صرف جمعہ کے دن کو روزہ کے لیے خاص کرنا درست نہیں، اس لیے کہ یہ دن مسلمانوں میں عید کے مثل ہے۔ رب ذوالجلال کی اطاعت اور بندگی کے لیے، ذکر واذکار و دعا اور خطبہ وغیرہ سننے کے لیے خاص ہے۔ جس میں فرحت اور نشاط سے شامل ہونا زیادہ اہم ہے۔ اس لیے اس دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ یہ کراہت تنزیہی کے زمرے میں آتا ہے۔ الغرض آپ ﷺ نے عورتوں کو رمضان المبارک کے فرضی روزے ناپاکی کی حالت میں رکھنے سے منع فرمایا اور طہارت کے بعد اُن کی قضاء کا حکم فرمایا۔ نفلی روزوں کو خاوند کی اجازت سے مشروط کیا اور خوشی، مسرت، ذکر واذکار اور نماز کے ذریعے تقرب الی اللہ کے حصول کی اہمیت کے باعث جمعہ کے دن نفلی روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

حج سے متعلق احکام وہدایات

اسلام کے ارکان خمسہ میں حج آخری رکن ہے۔ یہ بیک وقت عبادت بدنیہ ومالیہ کا نہایت حسین امتزاج ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور معبود برحق ہونے کا اقرار واعترف اور تابع داری وفرماں برداری کا علمی مظہر ہے۔ یہ ہر صاحب استطاعت مرد اور عورت پر

---

[33] ابن حبان، صحیح ابن حبان، 8:339، رقم الحدیث:3572۔

[34] ابوزکریا محیي الدین یحیی بن شرف النووي، المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، ب ت)، 7: 115، رقم الحدیث:1392۔

[35] ابوداؤد، سنن ابی داؤد، 1:296، رقم الحدیث:2422۔

فرض ہے۔ عورتوں کو اس سے متعلق بھی آپ ﷺ نے مختلف ہدایات واحکام ارشاد فرمائے:

حج جہاد کے برابر قرار

عورتوں کے لیے حج کو حضور ﷺ نے جہاد کے مثل قرار دیا: عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلاَ نَغْزُو وَنُجَاهِدُ مَعَكُمْ؟ فَقَالَ:لَكِنَّ أَحْسَنَ الجِهَادِ وَأَجْمَلَهُ الحَجُّ، حَجٌّ مَبْرُورٌ۔[36] "ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم لوگ آپ کے ساتھ غزوہ یا جہاد نہ کریں؟ تو آپ نے فرمایا: تمھارے لیے سب سے بہتر اور عمدہ جہاد حج مقبول ہے۔"

حج پر خاوند سے اجازت

سفر حج میں عورتوں پر لازم قرار دیا کہ وہ اس عظیم، بابرکت اور مقرب سفر میں اپنے محرم کے ساتھ سفر کریں: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَقُولُ: «لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ» فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً، وَإِنِّي كُنْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: «انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ۔[37] "حضرت ابن عباس نے نبی کریم ﷺ سے خطبہ کے دوران سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورت اپنے محرم کے علاوہ سفر نہ کرے (یہ فرمان سن کر) ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ میں غزوہ میں شریک تھا تو میری گھر والی حج پر اکیلی چلی گی آپ ﷺ نے فرمایا تو بھی حج کے سفر پر جا اور اپنی گھر والی کے ساتھ حج کر۔" عدم توجہی اور تساہل کی وجہ سے دوران سفر شریعت کی قیودات سے بسا اوقات غفلت ہو جاتی ہے۔ عورتوں کے سفر کرنے کی صورت میں مفاسد، بے پردگی اور معاشرتی انتشار اور فتنہ وفساد کا امکان واحتمال زیادہ ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ عورتوں کو حج کے بابرکت سفر میں بھی محرم کے ساتھ سفر کا حکم دیا گیا۔

بعض علما نے لکھا ہے کہ عورت پر تنہا سفر کرنا حرام ہے چاہے سفر طویل یا کم، خشکی کے راستے سے ہو یا ہوائی رستہ سے۔ زیادہ تر عورتیں ہوائی سفر کو اکیلے کرنے میں سہولت سمجھتی ہیں (اس سفر میں کوئی تنگی نہیں)، یہ شریعت کے مخالف اور بڑے فتنہ کا پیش خیمہ ہے، کیوں کہ عورت کا تنہا ہونا فتنہ ہے اور اُس کا اکیلا ہونا ممنوع ہے۔ [38]

غسل اور احرام باندھنا

مناسک حج کو شروع کرنے سے قبل آپ ﷺ نے غسل کا حکم فرمایا اور غسل کے بعد حج کا احرام باندھنے کا حکم دیا۔ البتہ حالت حیض میں صرف غسل کی بجائے بالوں کو صاف کریں اور حج کے لیے احرام باندھ لیں: عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: أَهْلَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَكُنْتُ مِمَّنْ تَمَتَّعَ بِعُمْرَةٍ --- قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ أَطْهُرْ بَعْدُ وَإِنَّمَا كُنْتُ تَمَتَّعْتُ بِالْعُمْرَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْقُضِي أْسَكِ وامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَانْسُكِي عَنْ

---

[36] البخاري، صحیح البخاری، 3: 19، رقم الحدیث: 1861۔

[37] ابن حبان، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: 5589۔

[38] فہد بن یحییٰ العماری، المختصر فی احکام السفر (المملکۃ العربیۃ السعودیۃ: دار ابن الجوزی للنشر والتوزیع، 1429ھ)، 124۔

عُمْرَتِكِ۔[39] "حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع میں احرام باندھا، میں ان لوگوں میں تھی، جنھوں نے حج تمتع کیا تھا اور ہدی نہ لائے تھے، پھر انھوں نے اپنے متعلق کہا کہ میں حائضہ ہو گئی اور شب عرفہ تک پاک نہ ہوئی، تب انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ عرفہ کے دن کی رات ہے اور میں نے عمرہ کے ساتھ تمتع کیا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم اپنا سر کھول ڈالو، کنگھی کر و اپنے عمرہ سے رکی رہو، حج کر لو۔"

آپ ﷺ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو عمرہ ترک کر کے حج کا احرام باندھنے کا حکم فرمایا۔ عام عورت کے لیے غسل کے بعد تلبیہ کہ کر حج کا احرام باندھنا ضروری ہے، جب کہ حائضہ تلبیہ کہے اور تمام مناسک حج ادا کرے گی، البتہ طواف بیت اللہ اور صفا مروہ کی سعی اور مسجد میں طہارت کے بعد داخل ہو گی۔[40] مردوں کی مثل عورتوں کا احرام نہیں، بلکہ عورت کا احرام یہ ہے کہ اُس کے چہرہ کے ساتھ نقاب نہ لگے (چہرہ کا کھلا رہنا اس طرح کہ نقاب اُس کے ساتھ نہ ملے) اور ہاتھ دستانوں سے خالی ہوں۔ عورت کے احرام کی بابت آپ ﷺ نے فرمایا: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الإِحْرَامِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:۔۔۔وَلاَ تَنْتَقِبِ المَرْأَةُ المُحْرِمَةُ، وَلاَ تَلْبَسِ القُفَّازَيْنِ۔[41] "عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ حالت احرام میں کون سے کپڑے پہننے کا حکم دیتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: نہ کوئی ایسا کپڑا پہنو جس میں زعفران یا ورس لگی ہو اور احرام والی عورت منہ پر نقاب نہ ڈالے اور نہ دستانے پہنے۔"

عورت مردوں کی طرح کوئی مخصوص چادریں نہیں پہنے گی، بلکہ روزمرہ کے کپڑے استعمال کرتے ہوئے چہرے کا نقاب اس طرح کرے کہ کپڑا چہرے کو نہ چھو سکے اور ہاتھ بھی دستانوں سے خالی رکھے۔ اس کے علاوہ بقیہ جسم کو پوشیدہ رکھنے کے لیے برقعے کا استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح عذر شرعی (حیض یا نفاس) کی وجہ سے طواف بیت اللہ سے منع فرمایا: عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «افْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي۔[42] "حضرت عائشہ سے روایت ہے، انھوں نے بیان کیا کہ میں اس حال میں مکہ آئی کہ میں حائضہ تھی اور میں نے خانہ کعبہ کا طواف نہیں کیا تھا۔ اور نہ صفا اور مروہ کا طواف کیا تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی، تو آپ نے فرمایا کہ تم اس طرح کرو جس طرح تمام حاجی کرتے ہیں، مگر یہ کہ جب تک پاک نہ ہو جاؤ خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو۔"

طواف بیت اللہ کے لیے طہارت شرط ہے اور یہ مسجد الحرام میں ہوتا ہے۔ اس مقدس مقام کی حرمت کی وجہ سے ناپاکی کی حالت میں مسجد میں داخل ہونے اور بیت اللہ کے طواف کرنے سے منع فرمایا۔ اس کے برعکس بقیہ مناسک حج میں طہارت شرط کا درجہ نہیں رکھتی، چنانچہ بقیہ ارکان حج کو بجالانے کی اجازت ہے۔ حائضہ کے بیت اللہ کے طواف کے عدم جواز پر حدیث

---

[39] اسماعیل بن یحیی المزنی، السنن المأثورة للشافعي (بیروت: دار المعرفة، 1406ھ)، 359، رقم الحدیث: 472۔

[40] مالک بن انس، الموطأ (أبو ظبي: مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية، 1425ھ / 2004م)، 3:495، رقم الحدیث: 1236۔

[41] البخاري، صحيح البخاري، 3:315، رقم الحدیث: 1838۔

[42] البخاري، صحيح البخاري، 1:68، رقم الحدیث: 305۔

دلالت کرتی ہے اور اس کے علاوہ بقیہ تمام اعمال حج ادا کر سکتی ہے۔[43] الغرض حج کے ادا کرنے میں عورتوں کو ناپاکی کی حالت میں طواف بیت اللہ سے منع کیا گیا ہے۔ مخصوص ایام کے باوجود بھی حج کے احرام کے لیے غسل کی بجائے بالوں کو دھوئے اور تلبیہ کے ذریعہ حج کا احرام باندھ لے۔ جب عورت صرف عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے لیے جائے اور حائضہ ہونے کی وجہ سے عمرہ ادا نہ کر سکے۔ عورت کے ہر سفر میں اور بالخصوص حج کے بابرکت سفر میں بغیر محرم کے جانے سے منع فرمایا۔

خلاصہ بحث

آپ ﷺ نے ارکان اسلام کے حوالے سے عبادات میں عورتوں کی رہنمائی فرمائی اور ان کو ضروری ہدایات و تعلیمات سے نوازا۔ نماز، روزہ اور حج کے دوران میں بیت اللہ کے طواف کے لیے پاکی کو شرط قرار دیا۔ نماز کی ادائیگی کو گھر میں افضل قرار دیا اور مساجد میں نماز ادا کرنے کے لیے شرائط اور اصول وضوابط مقرر کیے۔ بے پردگی پر عورتوں کا محاسبہ فرمایا۔ نماز جنازہ میں شرکت کرنے اور قبرستان جانے سے منع فرمایا اور اس حکم کی خلاف ورزی کرنے والیوں کے لیے وعیدوں کا ذکر کیا۔ نماز کی طرح زکوۃ کے مسائل اور حقیقت پر مطلع فرمایا اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی۔ اسراف اور بخل کی ممانعت فرمائی۔ رشتے داروں اور ہمسایوں پر مال خرچ کرنے کا حکم دیا۔ نماز اور زکوۃ کی طرح روزے کی حقیقت سے روشناس کرایا۔ عورت نفلی روزے خاوند کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی۔ خوشی اور مسرت کی وجہ سے جمعے کا دن مسلمانوں کے لیے اہمیت کا حامل ہے، لہذا جمعے کے دن نفلی روزے سے منع فرمایا۔ یہ کراہت تنزیہی کے درجے میں ہے۔ مخصوص ایام میں روزے نہ رکھنے اور پاکی کی بعد اُن کی قضا کا حکم فرمایا۔ حج کے سفر میں تکالیف اور مصائب کی وجہ سے عورتوں کے حج کو جہاد کے مثل قرار دیا۔ عورتوں کا احرام صرف چہرہ اور ہاتھوں کو نہ چُھپانا ہے۔ حج پر جاتے ہوئے عمرے کا احرام باندھے اور مخصوص ایام شروع ہوں تو عمرہ نہ ہوسکنے کی صورت میں حج شروع ہوتے وقت بال کھول لے اور تلبیہ کہ کر حج کا احرام باندھ لے۔ حج کے مبارک سفر میں عورت کے کو محرم کے ساتھ سفر کرنے کی تعلیم دی۔

[43] عبدالکریم بن محمد بن عبدالکریم القزوینی، شرح مسند الشافعی (قطر: وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیۃ، الطبعۃ الاولی 1428ھ / 2007م)، 4: 68۔